بیمار اور معذور افراد کے حقوق

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد ادریس لودھی*

ABSTRACT

This research paper primarily aims to analyze rights of handicapped, disabled and sick persons in light of Seerah of the Prophet (SAW). He always treated such people with great respect and care. Many steps were taken by him to eliminate sense of deprivation of such people in order to uplift their status as dignified citizen. The Holy Prophet (SAW) used to give preference and extra protocol while interacting with these special persons in comparison with physically normal human beings. He also used to visit sick persons to inquire about their health and to console them and also instructed his followers to do the same. He used to pray for them and taught them supplications to overcome their depression and stress.

Keywords: معذور افراد، وہیل چیئر، ناتواں، خصوصی افراد، خدمت، انسانیت، لسانی تعصبات

زیر نظر مضمون میں بیمار اور معذور افراد کے حقوق کو سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں عقلی دلائل، عصری ضرورت اور تاریخی استشہاد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ معذور افراد سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیدائشی یا حادثاتی طور پر جسمانی اور ذہنی عوارض میں عارضی یا دائمی طور پر مبتلا ہوں۔ لفظ حق در اصل باطل کی ضد ہے۔ کسی شے کی حقیقت کو عقلاً و عملاً ویسا ہی سمجھا جائے جیسی کہ وہ ہے تو اسے حق کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں یہ لفظ 227 بار اسم مذکر کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ سچائی، انصاف اور وجوبیت کے معنوں میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اسلامی

* ڈائریکٹر سیرت چیئر و چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

تعلیمات کا مزاج یہ ہے کہ معاشرے میں جو فرد جتنا کمزور ہوتا ہے اس کی اتنی ہی حفاظت اور نگہداشت کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں نظری توحید کے بعد شرف انسانیت کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ معذور اور بیمار افراد کے حقوق دراصل انسانی شرف و منزلت کا مستقل حصہ ہیں۔ سیرت النبی میں ایسے افراد کے انسانی، سماجی، معاشی، طبی اور تعلیمی حقوق کے اعتقادی اور عملی نمونے ملتے ہیں جن سے ان افراد کی محتاجی کی وجہ سے ان میں احساس کمتری اور احساس محکومیت پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے۔ ان کی قدر و منزلت کا واقعہ سورہ عبس میں ملتا ہے۔ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے نابینا ہونے کے باوجود غزوۂ بدر میں شرکت کی۔ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ پاؤں سے معذور تھے، اس کے باوجود غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔

عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں یہ افراد کار گاہ حیات میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ریاست ان کی کفیل تھی، معاشرہ ان کا محافظ تھا اور وہ خود بھی باہمت اور خوددار تھے۔ انہوں نے اپنی معذوری کو مجبوری کا درجہ نہیں دیا کیونکہ ان کی ذہنی تربیت اس انداز سے کر دی گئی تھی کہ معذوری کے باوجود ان کا جذبہ عزت نفس اور خودداری بہت بلند تھی۔ خلافت راشدہ دور نبوت کا ہی تسلسل اور تتمہ ہے۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں معذوروں کے حقوق وتحفظ کا جو مزاج اور ماحول قائم ہو گیا تھا، خلافت راشدہ میں ہمیں اس کے عملی نظائر ملتے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہونے کے باوجود صبح منہ اندھیرے مدینہ کی ایک ضعیف اور نابینا خاتون کے گھر کا کام اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے۔ اگر کوئی ذمی نادار اور معذور ہو جاتا تو اس کا جزیہ معاف کر دیا جاتا۔ حضرت عمرو بن طفیل رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جنگ یمامہ میں کٹ گیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر انہیں اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے معذوروں کی کفالت اور خدمت کے لیے سرکاری خدام مقرر کر رکھے تھے۔ یہ تمام حقوق بلا لحاظ مذہب وملت مستحق عورتوں، مردوں اور بچوں کو حاصل تھے اور یہ حقوق ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ اور ﴿أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ کی عملی تفسیر تھے۔ چنانچہ اسلام میں ان افراد کے حقوق اور ان سے حسن سلوک مطالباتِ ایمان اور دین کا حصہ ہے اور مقاصد شریعہ میں تحفظ جان کا حق معذور افراد کے لیے بدرجہ اولیٰ ہے۔ ارکان اسلام کی بجا آوری میں بھی ان افراد کو رعایت دی گئی ہے۔ سیرۃ النبی میں ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ملتا

ہے:

"إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ ، فَإِنَّ فِيهِمْ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَذَا الْحَاجَةِ , وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ".[1]

"تم میں سے جو شخص نماز کی امامت کرائے اسے چاہیے کہ وہ مختصر اور نرم نماز پڑھائے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور، بیمار اور بوڑھے افراد بھی ہوتے ہیں اور جو اپنی نماز پڑھ رہا ہو تو اسے جتنا چاہے طویل کر سکتا ہے۔"

اسی طرح فرضیت صوم کے حوالے سے ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾[2]

"اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا۔"

حج کے متعلق فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾[3]

"اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔"

جہاد میں بھی معذور افراد کو استثنیٰ حاصل ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾[4]

"اندھے پر، لنگڑے پر اور بیمار پر جہاد میں شریک نہ ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔"

---

[1] ۔ البخاري، ابو عبدالله، محمد بن اسماعيل، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله وسننه وايامه، دار السلام والنشر والتوزيع الرياض، 2000ء، كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه، رقم الحديث: 703

[2] ۔ البقرة2 : 185

[3] ۔ آل عمران 3: 97

[4] ۔ النور 24: 61

یہ تمام نصوص اور سنن و آثار معذور افراد کے تحفظ کے لیے اسلامی ریاست کی مستقل پالیسی کا حصہ ہیں اور ایسے افراد کے تحفظ و کفالت کے لیے ریاست کی آئینی و دستوری ذمہ داری کو ظاہر کرتی ہیں۔ چنانچہ خیر القرون میں ان افراد کو مستقل بنیادوں پر تحفظ دیا جاتا تھا اور ان کی بحالی کے لیے بھی لائحہ عمل مرتب کیا جاتا تھا۔ عصر حاضر میں ان کے نفاذ اور اطلاق سے ایسے خصوصی افراد کو وہ تمام حقوق حاصل ہو سکتے ہیں جو عقل و شریعت سے ہم آہنگ ہوں۔

اسلام دین انسانیت ہے۔ بیماروں اور معذور افراد کے حقوق شرف انسانیت کے اسلامی تصور کا حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾[1]

"بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾[2]

"اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی۔"

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی شرف انسانی کی اہمیت کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"فإن الله خلق آدم على صورته"[3]

"یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔"

---

[1] - التين 95: 4

[2] - الإسراء 17: 70

[3] - مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ھ)، صحيح مسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن ضرب الوجه، رقم الحديث: 2612

اسی طرح اسلام کی سماجی تعلیمات میں شرف انسانیت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ معذور اور بیمار افراد بھی صرف صحت اور قوت سے محروم ہوتے ہیں۔ شرف انسانی سے نہیں، اس لیے ایسے خصوصی افراد کے حقوق کو اسلام نے بہت زیادہ وضاحت اور اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کی عملی صورت ہمیں سیرت النبی ﷺ میں نظر آتی ہے۔

معذور افراد کی تعریف

فی زمانہ معذور افراد کی عزت نفس کی بنا پر انہیں معذور کہنے کی بجائے خصوصی افراد کہا جاتا ہے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور زندگی کی جدوجہد میں وہ اپنا حصہ ڈال سکیں۔ معذور کا لفظ عذر سے بنا ہے۔ اس سے مراد ناچار، مجبور، بے بس، بے دست ایسے افراد ہیں جو کسی ذہنی، جسمانی یا نفسیاتی کمزوری کی بنا پر زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہوں۔ معذور کے ایک معنی قابل معافی کے ہیں کیونکہ ایسے افراد کو عقل و شریعت میں بعض فرائض سے معاف رکھا گیا ہے اس لیے انہیں معذور کہا جاتا ہے۔[1]

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے:

"عذر سے مراد وہ علت ہے جس کی بنا پر کوئی شخص شرعی حکم بجالانے سے معذور سمجھا جائے جیسے بیمار، مسافر، اپاہج۔"[2]

یہ عذر پیدائشی یا حادثاتی طور پر ہو سکتا ہے۔ معذوری یا بیماری دائمی بھی ہو سکتی ہے اور عارضی بھی۔ سیرت النبی ﷺ میں اس کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح بیماری کی تعریف یہ کی گئی ہے:

"اگر کوئی شخص اپنی عمر اور جنس کے مطابق اپنے ذاتی اور سماجی کردار کے حوالے سے معمول کے مطابق اپنی سرگرمیاں جاری نہیں رکھ سکتا تو اسے بیمار سمجھا جاتا ہے۔"

W.H.O نے صحت کی تعریف میں لکھا ہے:

"مکمل جسمانی، ذہنی اور سماجی بہتری کی حالت نہ کہ صرف بیماری اور معذوری کا فقدان۔"

---

[1] ۔ مولوی، فیروزالدین، جامع فیروز اللغات، فیروز سنز لاہور، 1983، ص: 123، ڈاکٹر، عبدالرؤف، جدید تعلیمی نفسیات، فیروز سنز لاہور، ص:27

[2] ۔مولوی محبوب عالم، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، 1992ء، ص:497

برطانوی قانون میں معذور افراد سے متعلق کہا گیا ہے:

"Impairment which has a substantial and long term adverse effect on a person's ability to carry out normal day to day activities."(1)

"یعنی ایک ایسا جسمانی یادماغی عارضہ جو انسان کے روزانہ کے معمولات زندگی انجام دینے کی اہلیت وصلاحیت پر گہرے اور دیرپا اثرات مرتب کرے۔"

بیماری اور معذوری زندگی کے ایسے ناگزیر حوادث ہیں جن کے متعلق قرآن حکیم نے بڑے تاکیدی اسلوب کے ساتھ اہل ایمان کو پیشگی ہی خبردار کردیا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾(2)

"اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت، اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔"

اس آیت مبارکہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ حیات انسانی ابتلاء مسلسل کا نام ہے۔ غالب نے اسی حوالے سے کہا تھا کہ

قیدِ حیات وبندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں　　موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

سیرت النبی ﷺ آج کی گلوبل دنیا میں بھی انسانیت کی مادی اور روحانی مکمل رہنمائی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس

---

1 -UK Diabbility Discrimination Act,Nov 1995, Defination clause

2 ۔ البقرة 2: 155

لیے بیمار اور معذور افراد کے حقوق کو بھی رسول کریم ﷺ نے اپنے قول، فعل اور تقریر میں نمایاں کیا اور اللہ رب کائنات نے جو صحیفہ انسانیت آپ ﷺ پر نازل کیا اس میں بڑی جامعیت اور حکمت کے ساتھ معاشرے کے خصوصی افراد کے قانونی اور اخلاقی حقوق کو اصولی طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔

ضوابط معذور و بیمار

اسلام نے بیمار اور معذور افراد کے لیے ضوابط مقرر کیے ہیں۔ قرآن حکیم نے بیمار اور معذور افراد کے مالی استحقاق کو اس طرح بیان کیا ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ﴾[1]

"خیرات ان حاجت مندوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں ملک میں چل پھر نہیں سکتے۔"

دوسرا ضابطہ جو اس ضمن میں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص پر اس کی صحت، صلاحیت اور ہمت کے بقدر ہی فرائض عائد کیے گئے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے کہ:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾[2]

"خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"

جہاں تک ضابطہ یسر کا تعلق ہے تو تمام انسانیت کے لیے بالعموم اور بیمار اور معذور افراد کے لیے بالخصوص اللہ تعالیٰ نے سہولت اور نرمی کا ضابطہ مقرر فرمایا ہے:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا﴾[3]

"اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کر دے، اور انسان تو کمزور ہی پیدا کیا گیا ہے۔"

﴿لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ

1۔ البقرۃ2: 273

2۔البقرۃ2: 286

3۔النساء4: 28

حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[1]

"ضعیفوں اور مریضوں پر اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے جو خرچ کریں کوئی گناہ نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کریں، نیکو کاروں پر کوئی الزام نہیں ہے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

احادیث مبارکہ میں بھی ایسے افراد کی خدمت، دلجوئی اور ہر طرح کی نصرت و اعانت کی ترغیب دی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے

"حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعيادة المريض واتباع الجنائز واجابة الدعوة وتشميت العاطس"[2]

"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی تیمار داری کرنا، جنازہ میں شریک ہونا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔"

آپ ﷺ کو ان خصوصی افراد سے وہ قلبی لگاؤ تھا کہ اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ابْغُونِي الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ"[3]

"مجھے کمزوروں میں تلاش کرو۔ اس لیے کہ تمہارے کمزوروں کی وجہ سے تمہیں روزی ملتی ہے اور تمہاری مدد ہوتی ہے۔"

غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے عذر کی بنیاد پر پیچھے رہنے والوں سے متعلق فرمایا:

"ان اقواما بالمدينة خلفنا ما سلكنا شعبا ولا واديا الا وهم معنا فيه حبسهم

---

[1]۔ التوبہ9: 91

[2]۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1240

[3]۔ أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ)، سنن أبي داود، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت، كتاب الجهاد، باب في الانتصار برذل الخيل والضعفاء، رقم الحديث: 2594

العذر" [1]

"مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو سفر تبوک میں تمہارے ساتھ نہیں لیکن ہم جو وادی اور گھاٹی عبور کرتے ہیں اس میں ان کا بھی اجر ہے کیونکہ معذوری نے انھیں سفر جہاد سے روکا ہے۔"

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے خصوصی افراد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کس قدر لطف و کرم ہے اور اسلامی معاشرے میں ان کی کس قدر حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

انسان کی طبعی، جسمانی اور اتفاقی کمزوری کی بناپر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ایسے معذور، مجبور اور بیمار افراد کے ساتھ نرمی اور سہولت کے ضابطے عطا کرتے ہیں چناچہ خصوصی افراد کے حقوق اور تحفظ کے لیے یہ آیات اور احادیث مبارکہ نص قطعی کا درجہ رکھتی ہیں۔ ذیل میں سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں ایسے افراد کے حقوق کو بیان کیا جاتا ہے:

حق خدمت

بیمار اور معذور افراد ہمیشہ خصوصی توجہ اور خدمت کے مستحق ہوتے ہیں۔ ان کی خدمت اور سہولت کو دراصل اللہ تعالیٰ اپنی خدمت قرار دیتے ہیں ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"إنَّ اللَّهَ عزَّ وجلَّ يقولُ يَومَ القِيامَةِ: يا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قالَ: يا رَبِّ كيفَ أعُودُكَ؟ وأَنْتَ رَبُّ العالَمِينَ، قالَ: أما عَلِمْتَ أنَّ عَبْدِي فُلانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أما عَلِمْتَ أنَّكَ لو عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قالَ: يا رَبِّ وكيفَ أُطْعِمُكَ وأَنْتَ رَبُّ العالَمِينَ؟ قالَ: أما عَلِمْتَ أنَّه اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أما عَلِمْتَ أنَّكَ لو أطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذلكَ عِندِي، يا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي، قالَ: يا رَبِّ كيفَ أسْقِيكَ وأَنْتَ رَبُّ العالَمِينَ؟ قالَ: اسْتَسْقاكَ عَبْدِي فُلانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أما إنَّكَ لو سَقَيْتَهُ وجَدْتَ ذلكَ عِندِي." [2]

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں بیمار پڑا تو تُو میری عیادت کو نہ آیا۔ ابن

---

[1] ۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: 470

[2] ۔ صحیح مسلم، کتاب العیادۃ، باب قول اللہ تعالی یاابن آدم۔۔۔، رقم الحدیث:2569

آدم جواب دے گا: پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تُو سارے جہانوں کا آقا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تو تُو اس کی عیادت کو نہ گیا۔ اگر اس کی عیادت کو گیا ہوتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھے کھانا کھلانے کو کہا تو تُو نے مجھے کھانا بھی نہ کھلایا۔ وہ کہے گا: پروردگار! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا جب کہ تو خود ہی سارے جہانوں کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانے کو مانگا تو تُو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو نے اسے کھانا کھلایا ہوتا تو اس کو میرے پاس پا لیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی پلانے کو کہا تو تُو نے مجھے پانی بھی نہیں پلایا۔ وہ کہے گا: پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی پلانے کی درخواست کی تھی تو تُو نے اسے پانی نہیں پلایا تھا۔ اگر تو نے اسے پانی پلایا ہوتا تو اس کو میرے پاس پاتا۔“

بیماروں اور معذوروں کی خدمت قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اور اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر قرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَـنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾[1]

”ایسا کون شخص ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر اللہ اس کو کئی گنا بڑھا کر دے، اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور کشائش کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَـنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ﴾[2]

”ایسا کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر وہ اس کو اس کے لیے دگنا کر دے اور اس کے لیے عمدہ بدلہ ہے۔“

[1] ۔ البقرة2: 254

[2] ۔ الحدید 57: 11

حق عیادت

بیماروں اور معذور کی عیادت نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مستقل سنت ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے جو شخص بیمار کی عیادت کرے اس کے حق میں ملائکہ دعا گو رہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

"اطعموا الجائع وعودوا المريض"[1]

"بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت کرو۔"

بیمار آدمی کی عیادت میں مسلم اور غیر مسلم، رشتہ دار یا غیر رشتہ دار میں کوئی فرق نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہودیوں کی عیادت کے لیے بھی تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ ہم رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہمارے ساتھ چلو، ہم اپنے یہودی ہمسائے کی عیادت کرنا چاہتے ہیں۔ بریدہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے پاس پہنچے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ تمہاری طبیعت کیسی ہے۔[2]

حق دعاء

مریض اور معذور آدمی عموماً طبعی طور پر رقیق القلب اور شفیق المزاج ہوتے ہیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب بھی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اس کے حق میں دعا فرماتے۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ ملتے ہیں "بسم الله ارقيك، الله يشفيك من كل داء ما فيك" "میں تجھے اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر اس بیماری سے شفا دے جو تجھے لاحق ہے۔"

نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

"إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ»، قِيلَ: "يَا

---

[1] ۔ صحيح البخارى، كتاب الجہاد والسير، باب فكاك الأسير، رقم الحديث: 3046

[2] - أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن أسباط بن عبد الله بن إبراهيم بن بُدَيْح، الدِّيْنَوَرِيُّ، المعروف بـ «ابن السُّنِّي» (المتوفى: 364هـ)، عمل اليوم والليلة سلوك النبي مع ربه عز وجل ومعاشرته مع العباد، الناشر: دار القبلة للثقافة الإسلامية ومؤسسة علوم القرآن - جدة / بيروت، باب ما يقول لمرضى أهل الكتاب، رقم الحديث: 554

رَسُولَ اللَّهِ: وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟"، قَالَ: «جَنَاهَا»." [1]

"بے شک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو اس کے وہاں سے واپس ہونے تک وہ جنت کے خُرفہ میں رہتا ہے، صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! خرفہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پھل۔"

ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

"أَذْهِبِ البَاسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا." [2]

"اے لوگوں کے رب! بیماری دور فرما۔ شفاء دے دیجیے۔ آپ ہی شفاء دینے والے ہیں۔ آپ کے سوا کہیں شفاء نہیں۔ آپ مرض سے نجات عطا فرما دیجیے۔"

آپ ﷺ مریض کو یہ دعا بھی تلقین فرمایا کرتے تھے:

"اللهم عافنى فى بدنى، اللهم عافنى فى سمعى، اللهم عافنى فى بصرى، لا اله الا انت" [3]

"اے اللہ! میرے (پورے) وجود کو تندرست کر دیجیے۔ اے اللہ! میرے کانوں کو صحت مند بنا دیجیے، اے اللہ! میری آنکھوں کو شفاء بخش دیجیے۔ بلاشبہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

حق علاج

بیمار اور معذور لوگوں کا بروقت اور مکمل علاج ان کا بنیادی حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"ان الله عزوجل لم ينزل داء الا انزل له شفاء، علمه من علمه وجهله من جهله." [4]

"اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری دنیا میں ایسی نہیں بھیجی جس کے لیے شفاء نازل نہ کی، لیکن بعض لوگ

1- صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل العيادة المريض، رقم الحديث: 2568

2- صحيح البخاري، كتاب المرضى باب دعا العائد للمريض، رقم الحديث: 5675

3- سنن أبي داود، كتاب الأدب، أبواب النوم، باب ما يقول إذا أصبح، رقم الحديث: 5090

4- احمد بن حنبل، مسند احمد، دار السلام للنشر والتوزيع الرياض، 2000ء: 411:2

اسے جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔"

شریعت اسلامی میں انسان کے حق زندگی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور تحفظ جان کو مقاصد شریعت میں شامل کیا گیا ہے۔ بیمار اور معذور لوگوں کے علاج معالجے کا بنیادی حق دراصل حق زندگی کا ہی تسلسل ہے اس لیے مایوسی یا بے دلی کی بجائے سیرت نبوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کروانا مستقل سنت ہے اور آپ ﷺ نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

"تداووا يا عباد الله، فان الله عزوجل لم ينزل داء الا انزل معه شفاء الا الموت والهرم." [1]

" اے اللہ کے بندو! علاج کراؤ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے موت اور بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی شفاء بھی اتاری ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف مریض کو علاج کا بنیادی حق عطا کیا بلکہ آپ ﷺ نے غلط علاج اور ادویات کی شدید ترین الفاظ میں مذمت بھی فرمائی ہے کیونکہ علاج اگر غلط ہو تو بیماری اور معذوری میں افاقہ ہونے کی بجائے اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"من تطبب ولم يعلم منه الطب فهو ضامن." [2]

"طب کو اچھی طرح نہ جاننے کے باوجود جس نے علاج کیا تو وہ کسی بھی نقصان کا ضامن (ذمہ دار) ہو گا۔"

بیمار اور معذور افراد کے حق علاج کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ طبی علوم کو ترقی دی جائے اور نئی بیماریوں کے حملہ آور ہونے کے ساتھ طریقۂ علاج کو بھی ترقی دی جائے۔ بہترین، باصلاحیت اور بااخلاق ڈاکٹر پیدا کرنا، اعلیٰ ترقی یافتہ شفاء خانے قائم کرنا، ان کو فنڈنگ اور تمام ضروری سہولیات مہیا کرنا، یہ کسی بھی معاشرے اور ریاست کے لیے زندگی اور موت کا چیلنج ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں سیرت النبی کے اندر ماہر اطباء کی تیاری اور علاج معالجے کی سہولیات کی فراہمی ریاست مدینہ میں ہمیں عملاً نظر آتی ہے۔

---

1 مسند احمد، 327:4

2 ابو داؤد، كتاب الديات، باب فيمن تطبب بغير علم، رقم الحديث:4586

آج کے گلوبلائزڈ دور میں عالمی سطح پر تدارک امراض اور صحت کے حصول کے لیے جو کوشش ہو رہی ہے آج کی جدید اسلامی ریاست اسوہ حسنہ کی روشنی میں ان تمام معاملات میں قائدانہ کردار ادا کرنے کی پابند ہے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے حصول علم کے لیے جو ارشادات فرمائے، ان میں علم طب سمیت تمام مفید علوم شامل ہیں۔ حصول ترقی اور معاشرے پر اس کے عملی اثرات مرتب ہونا اور درجہ بدرجہ نسل در نسل ان کا منتقل ہونا یہ تمام اعلیٰ اقدار بیمار اور معذور افراد کے حقوق علاج کے ضمن میں مستقل طور پر شامل ہیں۔ اسی لیے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"عن انسؓ قال قال رسول اللهﷺ من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتی یرجع." (1)

"حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے وہ جب تک گھر واپس نہ آئے، اللہ کے راستے میں ہے۔"

نیز فرمایا:

"عن انس قال قال رسول اللهﷺ طلب العلم فریضة عل کل مسلم." (2)

"حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حصول علم ہر مسلمان پر واجب ہے۔"

ظاہر ہے کہ ان تمام مفید علوم میں علم طب بھی شامل ہے اور امت کو اپنے تمام گروہی، مسلکی، مذہبی، وطنی، علاقائی، اور لسانی تعصبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انسانیت کے اس اہم ترین شعبے میں مقلدانہ روش چھوڑ کر قائدانہ کردار ادا کرنا ہے۔ یہ اس کے امت وسط اور امت خیر ہونے کا بنیادی تقاضا ہے جس کے ادراک و شعور سے ہمارے مذہبی اور غیر مذہبی نظام ہائے تعلیم دونوں ہی شعوری طور پر نابلد ہیں۔ آپ ﷺ نہ صرف علوم مفیدہ کی دعا مانگتے تھے بلکہ علوم غیر مفیدہ سے پناہ بھی مانگتے تھے۔ ایک دعا کے الفاظ ہیں:

"اللهم انی اعوذ بک من علم لا ینفع." (3)

"اے اللہ! میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو غیر نافع ہو۔"

---

[1]- ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی، جامع، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، 2000ء، کتاب العلم باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث: 2647

[2]- ابن ماجة، باب فضل العلما، رقم الحدیث: 224

[3]- صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل، رقم الحدیث: 2722

مریض کا حق علاج سیرت طیبہ میں اس قدر شرح وبسط سے بیان ہوا ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور جس طرح نماز کے لیے وضو ضروری ہے اسی طرح مریض کے اس حق علاج کے لیے ادویہ سازی، ان کی بروقت فراہمی اور شعبۂ طب میں ایک نائب قاصد سے لے کر سیکرٹری صحت تک سچے مسلمان، سچے پاکستانی، کامل اہلیت رکھنے والے اور انسانیت کا درد رکھنے والے سرکاری ملازمین کا میرٹ پر تقرر بھی ایک لازمی امر ہے۔ اس لیے اصولی اور بنیادی طور پر آنحضرت ﷺ نے ہر اس شخص کو جنت کی خوش خبری دی ہے جو ایسے معذور اور بیمار افراد کی کفالت کرنے والا ہو۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"الساعی علی الارملة والمسكين كالساعی فی سبیل الله واحسبه قال كالقائم لايفتر وكالصائم لا يفطر." [1]

”بیوہ اور یتیم کی خدمت میں کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا اور ایسا ہے جیسے کوئی دائم الصلاۃ اور دائم الصوم ہو۔“

حق خیر خواہی

اسلام بھلائی اور خیر خواہی کا دین ہے اور ہر حال میں خلقت کے ساتھ بھلائی کی تلقین کرتا ہے خصوصاً معذور، کمزور اور بیمار افراد کے ساتھ جذبہ خیر خواہی سیرت النبی میں سمندروں اور طوفانوں کی طرح برق رفتار نظر آتا ہے۔ حضرت ابو رقیہ تمیم بن اوس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

"الدين النصيحة قلنا: لمن؟ قال: لله عزوجل ولكتابه ولرسوله ﷺ ولائمة المسلمين وعامتهم." [2]

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا: کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب اور رسول ﷺ کی، مسلم حکمرانوں کی، اور تمام مسلمانوں کی۔“

یہی دین کی اصل روح ہے۔ اسلام تمام مسلمانوں کے لیے عمومی حالات میں خیر خواہی کا درس دیتا ہے تو خصوصی افراد کے لیے عقل اور شریعت کی رو سے یہ خیر خواہی اور بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ مستحق، معذور، بیمار،

---

[1]۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب الإحسان إلى الارملة والمسكين واليتيم، رقم الحديث: 2982

[2]۔ ایضا، رقم الحديث: 55

مجبور، تنگ دست، بے سہارا، بے وسیلہ، بے زر و مال، بے گھر و عیال جیسے مستحق افراد کے لیے خیر خواہی بدرجہ اتم لازم ہے۔ اس خیر خواہی کی نہ کوئی حدود ہیں اور نہ وقت مقرر ہے اور نہ ہی اس میں نسل، رنگ اور مذہب کا امتیاز ہے۔ معذور افراد جیسے بھی ہوں، ہر حال میں ان کی خیر خواہی ان کا بنیادی حق ہے اور معاشرے کا انفرادی اور اجتماعی فرض ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے رہنمائی ملتی ہے:

"عن ام منذر قالت: دخل عليّ رسول اللهﷺ ومعه علي ولنا دوال معلقة فجعل رسول اللهﷺ یاکل ومعه علي یاکل، فقال رسول اللهﷺ لعلي: مه مه یا علي، فانک ناقه، قال: فجلس علي والنبیﷺ یاکل۔ قالت: فجعلتُ لهم سلقا وشعیرا فقال النبیﷺ: یا علي، من هذا فاصب، فانه اوفق لک." [1]

"حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہمارے ہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم تو ابھی بیماری سے اٹھے ہو، بیٹھ جاؤ۔ ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کھاتے رہے۔ پھر میں نے ان کے لیے چقندر اور جَو تیار کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی! اس میں سے لے لو یہ تمہاری طبیعت کے مطابق ہے۔"

اس حدیث سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ بیمار شخص کو ایسی غذا دینی چاہیے جو اس کے لیے مفید ہو۔

پاکیزہ ماحول کی فراہمی

بیمار اور کمزور لوگوں کو پاکیزہ ماحول فراہم کرنا ان کا بنیادی حق ہے۔ اسلام نے عقائد کے بعد سب سے زیادہ زور طہارت پر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "الطہور شطر الایمان" اور "والله یحب المطہرین" ان پاکیزہ تعلیمات کی رو سے کوڑا کرکٹ، استعمال شدہ پانی، کارخانوں اور ٹریفک کا غلیظ دھواں، صنعتی طبی آلودگی، ملاوٹ شدہ خوراک، انسانی، حیوانی، طبی، صنعتی زرعی فضلہ، فضائی آلودگی، سمندری، جنگی، زمینی آلودگی یہ تمام مسائل تندرست اور صحت مند آدمی کے لیے موت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ بیماروں اور معذوروں کو تو بدرجہ اتم ان سے

[1] - جامع الترمذي، ابواب الطب، باب ما جاء فی الحمية رقم الحديث: 2037

بچانا عقلاً اور شرعاً واجب ہے۔ ان تمام کثافتوں اور غلاظتوں سے دائمی طور پر ایسے افراد کو بچانا ریاست کے فرائض میں شامل ہے اور عام شہری اپنے دائرہ کار کے اندر اس کے مکلف ہیں۔

سیرت النبی ﷺ میں اس سے متعلق بنیادی ہدایات ملتی ہیں۔ کتاب الطہارت میں پانی کی مختلف اقسام پر اعلیٰ علمی مباحث موجود ہیں اور مجموعی طور پر تمام آلودگیوں سے پاک معاشرہ قائم کرنا انسانیت کے تحفظ کے لیے ضروری ہے اور فی زمانہ انسانیت کے لیے چیلنج بن چکا ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"مفتاح الصلوة الطہور [1]

"طہارت نماز کی کنجی ہے۔"

آپ ﷺ نے راستوں میں، سایہ دار درختوں میں، نہروں، اور دریاؤں میں قضائے حاجت سے منع فرمایا کیونکہ عموماً یہ چیزیں انسانوں کے استعمال میں آتی ہیں۔ حاجت کے بعد مٹی کے ڈھیلوں کا استعمال ایک جراثیم کش عمل ہے۔ آپ ﷺ نے مٹی اور پانی دونوں سے طہارت کا حکم دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"خرج النبیﷺ لحاجته فقال: التمس لي ثلاثة احجار." [2]

"حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے لیے مٹی کے تین ڈھیلے تلاش کرو۔"

کتب احادیث میں طہارت و صفائی کے ضمن میں ایسے شاندار اور بلیغ ابواب باندھے گئے ہیں جن پر عمل کر کے ہم تمام آلودگیوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں، خصوصاً ہم اپنے بیماروں، کمزوروں اور معذوروں کو صحت جیسی نعمت سے مستفید کر سکتے ہیں۔ مثلاً باب ماجاء اذا استیقظ احدکم من منامه فلا یغمسن یده فی الاناء حتی یغسلها یعنی جو آدمی سو کر اٹھے وہ ہاتھ دھوئے بغیر کسی پانی کے برتن یا قابل استعمال چیز کو ہاتھ دھوئے بغیر استعمال نہ کرے۔ اسی طرح باب ماجاء فی کراهة البول فی المغتسل یعنی نہانے کی جگہ قضائے حاجت کی ممانعت کا باب۔ چنانچہ ان خصوصی افراد کا بھی یہ حق ہے کہ انہیں بیماری اور آلودگی سے پاک ماحول دیا جائے۔

1- سنن أبي داؤد، رقم الحديث: 61

2- جامع الترمذی کتاب الطہارہ، رقم الحديث: 155

فوری طبی امداد کا حق

انسانی زندگی ہر وقت خطرات اور مصائب و آلام میں گھری رہتی ہے۔ کسی وقت کوئی عذر کسی شخص کو کسی جگہ بھی پیش آسکتا ہے، لہٰذا یہ بات ضروری ہے کہ حادثات کے وقوع پذیر ہونے کا انتظار کیے بغیر ان سے بچاؤ کی پیشگی منصوبہ بندی کی جائے۔ تمام سرکاری، نیم سرکاری، غیر سرکاری اداروں، گلی محلوں، پارکوں، ہوائی اڈوں، ہوٹلوں، دفتروں، مارکیٹوں، تعلیمی اداروں، عبادت گاہوں، دارالامانوں، عام گزر گاہوں غرضیکہ ہر جگہ پر فوری طبی امداد کے انتظامات ہونا ان خصوصی افراد کا خصوصی حق ہے اور مجموعی طور پر ہر ذی جان کا یہ حق ہے کہ اچانک حادثات کے موقع پر ہسپتالوں تک رسائی سے پہلے انھیں طبی امداد فراہم کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا﴾[1]

"جس نے ایک شخص کی جان بچائی، گویا اس نے پوری انسانیت کی جان بچائی۔"

سیرت النبی ﷺ کی رو سے اس قسم کے فلاحی کام نصرت الٰہی کے حصول کا مستقل ذریعہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

"واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ."[2]

"اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔"

ایک اور حدیث میں فرمایا

"خیر الناس من ینفع الناس"[3]

"بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کے لیے فائدہ مند ہو۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"الخلق عیال اللہ"[4]

---

[1]۔ المائدہ5: 32

[2]۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث: 2699

[3]۔ مالک بن انس، امام، مؤطا، دار احیاء التراث العربی، 1406ھ، کتاب العلم: 516:1

[4]۔ شعب الإیمان، رقم الحدیث: 7045

"تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔"

ایک حدیث میں فرمایا:

"ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء." [1]

"تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

یہ تمام پاکیزہ تعلیمات اپنے اندر ابتدائی طبی امداد جیسی نفع رسانی کو بھی بیان کرتی ہیں۔ اس کا عملی نظام ریاست مدینہ میں ہمیں نظر آتا ہے۔ حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا سر جن صحابیہ تھیں۔ ان کا ایک مستقل کیمپ مسجد نبوی میں قائم رہتا تھا جس میں مستحق لوگوں کا علاج معالجہ فوری طور پر کیا جاتا تھا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے:

"فکانت تداوی الجرحی وتحتسب بنفسها علی خدمة من کانت به ضیعة من المسلمین وکان رسول الله یمر بها فیقول:کیف امسیت؟ وکیف اصبحت؟ فتخبره" [2]

"آپ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور مسلمانوں میں سے جو بھی بیمار ہوتا، ان کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ جب وہاں سے گزرتے تو ان کی صبح و شام خیریت دریافت کرتے۔"

حق سہولت

قرآن حکیم میں بھی بیمار آدمی کی سہولت کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے روزہ، حج جیسے ارکان اسلام کی ادائیگی میں بھی بیمار اور معذور آدمی کو سہولیات عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾ [3]

"نہ تو اندھے پر گناہ ہے (کہ سفر جنگ سے پیچھے رہ جائے) اور نہ لنگڑے پر گناہ ہے اور نہ بیمار پر گناہ ہے۔"

---

[1] ۔ مستدرك حاكم، 277:4

[2] ۔ ابن بشام، 250:3

[3] ۔ الفتح 48: 17

یہ آیت مبارکہ مریضوں اور کمزوروں کے حق سہولت پر نص قطعی ہے خود رسول اللہ ﷺ کو ایسے خصوصی افراد کا اتنا خیال اور احترام رہتا تھا کہ آپ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری پر کھڑے ہو جایا کرتے تھے کیونکہ سورۃ عبس میں اللہ تعالی نے ان کے عذر کی مجبوری اور ان کے ایمان کی پختگی کی شہادت دی ہے۔اس طرح کسی طور پر بھی کسی مرحلے پر بھی ایسے خصوصی افراد کے خصوصی، عمومی، فوری، انسانی، قانونی، اخلاقی حقوق کو قرآن وسیرت میں کبھی نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ اس کو نظر انداز کرنے والے افراد کی گرفت کی ہے۔

ان تفصیلی حقوق کے ساتھ ساتھ سیرت النبی ﷺ کی رہنمائی میں ہمیں بعض اور حقوق بھی ملتے ہیں۔خوف طوالت کی وجہ سے ان کی وضاحت کی بجائے صرف اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مثلا محکمہ صحت میں پائی جانے والی تمام خرابیوں کی اصلاح بذریعہ قانون و اخلاق مثلاً ادویات، سامان سرجری اور معذوروں، بیماروں کے زیر استعمال اشیاء کی فوری اور مناسب داموں پر فراہمی، ڈرگ کورٹس کی رفتار کار کی اصلاح، حفظان صحت کے اسلامی اصولوں کے شعور و فروغ کے لیے نجی اور سرکاری اداروں کا قیام، منشیات پر پابندی اور وہ تمام ترجیحی حقوق ایسے افراد کو حاصل ہیں جو موقع محل کی مناسبت سے ضروری ہوں۔ان حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنانا فرد سے لے کر ریاست تک ہر بشر اور ہر ادارے کا بنیادی فرض ہے اور مسلم معاشرے کی تو یہ مستقل پہچان ہے۔اس میں موبائل شفاء خانوں کے قیام کو یقینی بنانا بھی شامل ہے۔ موجودہ دور میں یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ حکمرانوں کو بھی اپنا علاج معالجہ عوامی ہسپتالوں میں کرانا چاہیے تاکہ وہ انتظامیہ پر نظر رکھ سکیں اور عوام کی مشکلات کا انہیں احساس ہو۔ سرکاری ملازمتوں میں بھی ایسے افراد کا خصوصی کوٹہ ہونا چاہیے جس میں میرٹ پر ان کی تعیناتی ہو۔ سورۃ توبہ کی آیت نمبر 91،92 بھی ان تمام حقوق کی تائید کرتی ہے۔

نتائج وسفارشات

سیرت النبی ﷺ میں پیدائشی اور حادثاتی معذوروں اور بیماروں کے تمام بنیادی انسانی، طبی حقوق سے متعلق احکامات، مسنون اعمال اور روشن مثالیں ملتی ہیں جن کو ان کی اصل روح کے ساتھ عصر حاضر میں اپنانے کی ضرورت ہے۔عذر کی بنا پر حاصل ہونے والے حقوق مستقل حقوق ہیں۔ ریاست کا کوئی ادارہ یا کوئی فرد ان حقوق میں کمی نہیں کر سکتا۔ ان حقوق کے ساتھ ساتھ ان خصوصی افراد کے اندر ان کے حقوق سے متعلق شعور و آگاہی

پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ تمام عمارتوں کی تعمیر، عوامی مقامات پر ان افراد کی آمد و رفت کے لیے خصوصی انتظامات ہونے چاہییں۔ ان کے لیے جائے حاجت، ویل چیئرز کا انتظام، برقی، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا پر ان کے حقوق کے تحفظ اور شعور و آگاہی کے لیے مستقل بنیادوں پر پروگرام نشر کیے جائیں۔ مساجد کی تعلیم، عیدین اور جمعے کے خطبات، جنازوں کے اجتماعات اور تہواروں کے مواقع پر ان افراد کو نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ ایسے مواقع پر ان کے حقوق پر روشنی ڈالی جائے اور اس جذبے کو زندہ رکھنے کے لیے ہر وہ ذریعہ اختیار کیا جائے اور ہر وہ عمل اپنایا جائے جو موقع محل کی مناسبت سے ضروری ہو۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾[1]

”اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔“

تعلیمی اداروں اور کھیلوں میں ان کا خصوصی کوٹہ ہو، امور خانہ داری میں بھی ان سے مشاورت ہو اور بوقت ضرورت ان کو خصوصی امداد دی جائے اور انہیں خصوصی الاؤنس مہیا کیا جائے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾[2]

”اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا تھا۔“

---

[1] الحشر59: 9

[2]۔ الذاریات51: 91